إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ أَتْقَاكُمْ

قیام تعظیمی

تصنیف لطیف

عمدۃ المفسرین استاذ العلماء
حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی
مدظلہ العالی

ناشر
مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور

مرشدوں۔ استادوں اور والدین و علماء کرام و مشائخ

عظام اور دیگر معزز شخصیات کی تعظیم کے لیے

رسالہ

قیام تعظیمی

مصنّف

شیخ الحدیث حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی

ناشر: مکتبہ اویسیہ رضویہ ۔ بہاولپور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العلی العظیم والصلوٰۃ والسلام علی نبینا الرؤف الرحیم اما بعد!

ہم اہلسنت اپنے پیروں مرشدوں، استادوں، ماں باپ و دیگر نیک لوگوں علماؤں حافظوں کے آگے تعظیماً کھڑے ہو جاتے ہیں ان کے سامنے سر نیچا کر کے دو زانوں بہ ہیات التحیات بیٹھتے ہیں وغیرہ وغیرہ اسے دیوبندی وہابی وغیرہ شرک کہتے ہیں فقیر اس کے متعلق احادیث مبارکہ سے طریقہ صحابہ ثابت کرتا ہے تا کہ کسی کو خلش نہ رہے۔

وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم
وصلی اللہ علی حبیبہ الکریم وعلی آلہ
واحبابہ جندۃ العظیم الفقیر القادری ابوالصالح
محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۸ ربیع الآخر ۱۴۰۹ھ
۱۰ دسمبر ۱۹۸۸ء
بروز جمعہ مبارک
بہاولپور پاکستان

مقدمہ

بندگان خدا اور محبوبان کبریا کی تعظیم اور ان کا ادب عین منشائے ایزدی ہے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کرام کو آدم علیہ السلام کے لیے سجدہ کا حکم فرمایا اس کا انکار سب سے پہلے ابلیس نے کیا تو ملعون ہوا اسی لیے اب اگر کسی محبوب خدا کی تعظیم کا منکر ہے تو ابلیس کا چیلہ ہے ہاں اگر تعظیم و ادب میں عبادت کا ارادہ ہو تو شرک ہے عبادت کے معنیٰ ہیں کسی کو معبود سمجھتے ہوئے اس کی تعظیم بجا لانا اور اس کے سامنے اپنی عاجزی و خشوع و خضوع کو پیش کرنا یہ غیر خدا کیلئے شرک ہے اور عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے نہ کہ تعظیم اس لیے کہ کسی کا ادب و تعظیم بجا لانا اور اس کو معبود نہ سمجھنا یہ جائز ہے بلکہ کہیں کہیں فرض و واجب ہے یہ نہ عبادت ہے اور نہ شرک جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور جملہ انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام اور ان کے منسوبات اور کعبہ معظمہ اور حجر اسود مقام ابراہیم صفا و مروہ، ماں باپ استاد مرشد علماء اور صلحائے امت وغیرہ وغیرہ کا ادب و تعظیم و اکرام

(۲) کسی کو معظم (تعظیم کے لائق) سمجھنا اور اس کی تعظیم و تکریم کرنے کا اللہ نے خود حکم دیا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے فرمایا

الف) وَعَزَّرُوْهُ وَنَصَرُوْهُ پ — اور انہوں نے اسکی تعظیم اور مدد کی

وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ (پ ۲۶ الفتح ۱۱)

رسول کریم کی تعظیم و توقیر بجا لاؤ۔

اور حضرات ملائکہ کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے متعلق ارشاد الٰہی ہے

(ب) عِبَادٌ مُّكْرَمُوْنَ — (وہ مکرم بندے ہیں (پ ۱۷) الج

مسلمانوں کے لیے فرمان الٰہی ہے:۔

(۵) اِنَّ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ ط (پ ۲۶)
بے شک اللہ کے یہاں تم میں زیادہ عزت والا وہ جو تم میں زیادہ پرہیزگار ہے شعائر اسلام کے لیے خدا تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَنْ یُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰہِ فانہا من تقوی القلوب (پ۱۷)
اور جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے پس بیشک وہ قلوب کا تقویٰ ہے۔

(۶) وَمَنْ یُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ اللّٰہِ (پ۱۷)
اور جو اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کرے۔

حدیث شریف

حضور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مَنْ لَّمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا (مشکوٰۃ)
جو بڑے کی تعظیم و توقیر نہ کرے وہ ہماری جماعت سے نہیں۔

یہ تمام چیزیں غیر خدا ہیں اور مستحق تعظیم ہیں قرآن کریم اور حدیث میں ان کے معظم ہونے کا ذکر ہے ثابت ہوا کہ عبادت اور ہے اور تعظیم اور، اور غیر خدا کی تعظیم و تکریم جائز ہے مسلمان معظمین حضرات کو صرف معظم سمجھتا ہے اور تعظیم بجالاتا ہے اور معبود نہیں جانتا اور نہ ہی جاننا چاہیے معبود تو صرف ایک ہی ہے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ (اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں)

(۳) امت کے غمگسار نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدیوں پہلے یہ قاعدہ سمجھایا کہ اعمال وافعال کا دارومدار نیات پر ہے ہمارے مسائل اکثر کا تعلق نیات پر ہے مثلاً محبوبان خدا کے لیے کھڑا ہو جانا (قیام کرنا)
(۲) ادب سے جھکنا
(۳) ادب سے بیٹھنا
(۴) ہاتھ باندھنا وغیرہ

یہ سب تعظیم کے افعال ہیں یہ افعال کسی کے لیے معبود سمجھ کر ادا کیئے جائیں تو عبادت کہلائیں گے ورنہ صرف تعظیم۔

ازالہ وہم

ہاں ان چیزوں میں سے بعض وہ چیزیں بھی ہیں جن کے ساتھ غیر خدا کی تعظیم بجالانا شریعت محمدیہ میں حرام ہے جیسے کوئی تعظیم کے لیے حدِ رکوع تک جھکے یا سجدہ کرے اگر کوئی ایسا کرے گا تو گنہگار ہوگا اگرچہ شرک نہ ہوگا اس لیے کہ شرک بغیر معبود سمجھے نہیں ہو سکتا اور ان میں بعض چیزیں وہ ہیں جن کے ساتھ غیر خدا کی تعظیم و تکریم باعث ثواب ہے جیسے تعظیم کے لیے کھڑا ہونا حضور پرنور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے لیے کھڑے ہونے کا حکم فرمایا اور حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا حضور انور صلے اللہ علیہ وسلم کے لیے کھڑی ہو جاتی تھیں اور حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بی بی فاطمہ رضی اللہ عنہا کے لیے (مشکوٰۃ شریف) تفصیل آئیگی انشاء اللہ)

عبادت و تعظیم کی مثالیں

اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت [illegible] اور تعظیم بجالانے کے لیے کئی طریقے مقرر فرمائے ہیں نماز، روزہ، حج یہ سب خدا کی عبادتیں ہیں ان میں نماز بہت سے افعال تعظیم پر مشتمل ہے اس میں قیام بھی ہے رکوع و سجود بھی ہے قعدہ بھی ہے ہاتھ کا باندھنا بھی ہے یہ سب تعظیمیں خدا کو معبود سمجھ کر ادا کی جاتی ہیں اسی لیے نماز کو عبادت کہتے ہیں لیکن ان کے بعض امور بندگان خدا کے لیے ہوں تو شرک نہیں بلکہ عین اسلام ہے بلکہ ان کا منکر ملحد اور بے دین ہے

(۱) تعظیماً کھڑا ہونا (۲) سر جھکانا آنکھیں نیچی رکھنا (۳) التحیات کی ہیئت میں دست بستہ بیٹھنا (۴) دست بستہ کھڑا ہونا (۵) ہاتھ پاؤں چومنا (۵) محبوبا

خدا کی منسوبات کی تعظیم اور چومنا وغیرہ وغیرہ خلاصہ یہ کہ محبوبان خدا کی تعظیم وآداب شرک تب ہے جب انہیں معبود سمجھے اور لفضلہٖ کوئی سنی مسلمان دنیا بھر میں ایسا نہ ملے گا البتہ محبوبان خدا کی تعظیم کا پہلا منکر ابلیس ہے اور وہ تاحال اسی عقیدہ پر ڈٹا ہوا ہے بلکہ اپنے اس مشن پر بہت سے مذہبی بھرویوں لگایا ہوا ہے جو قرآن وحدیث کے غلط مطالب بیان کرکے مسلمانوں کو شرک وبدعت کا ڈر سناتے ہیں لیکن اسے یہ بھی یقین ہے کہ غلامان مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اس کی تمام کاروائیاں ملیامیٹ کردینگے الحمد للہ علمائے اہلسنت نے ابلیس کے چیلوں کے غلط دلائل کا پورا محاسبہ کیا اور کر رہے ہیں اور کرتے رہیں گے فقیر کا رسالہ انہیں کے فیوض وبرکات کا ایک نمونہ حاضر ہے۔

آغاز سخن

فقیر تعظیمی امور بالخصوص قیام قعود اور سر جھکانا دوزانو بیٹھا ہاتھ باندھ کر کسی کے سامنے کھڑا ہونا وغیرہ وغیرہ کا عرض کرتا ہے۔

احادیث مبارکہ

سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں

نَحْنُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّے اللّٰہِ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ذَاتَ یَوْمٍ اِذْ طَلَعَ عَلَیْنَا رَجُلٌ شَدِیْدُ بَیَاضِ الثِّیَابِ شَدِیْدُ سَوَادِ الشَّعْرِ لَا یُرٰی عَلَیْہِ اَثَرُ السَّفَرِ

ایک روز ہم حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے کہ اچانک ایک شخص آیا جس کے کپڑے نہایت سفید اور بال نہایت سیاہ تھے اس پر سفر وغیرہ کا کوئی اثر نہ تھا ہم میں سے کسی نے اس

وَلَا یَعْرِفُہٗ مِنَّا اَحَدٌ حَتّٰی جَلَسَ اِلَی النَّبِیِّ صَلَّے اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَاَسْنَدَ رُکْبَتَیْہِ اِلٰی رُکْبَتَیْہِ وَوَضَعَ کَفَّیْہِ عَلٰی فَخِذَیْہِ الخ

(بخاری ومسلم ومشکوٰۃ ص۱۱)

اس کو نہ پہچانا یہاں تک کہ وہ اپنے دونوں گھٹنے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کے گھٹنوں کی طرف ٹیک کر بیٹھ گیا اور اپنے دونوں ہاتھ اپنی رانوں پر رکھ لیے یعنی بصورت التحیات بیٹھ گیا۔

حضرت عمر رض نے فرمایا کہ اس نے چند سوالات کیے اور آپ نے ان کے جوابات دئے جب وہ چلا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ جبریل امین تھے جو تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے۔

فوائد (۱) جبریل امین جیسے مقرب اور برگزیدہ فرشتہ نے حضور صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی بارگاہ میں دوزانو بیٹھ کر امتِ مصطفےٰ علیہ التحیۃ والثنا کو یہ تعلیم فرمادی کہ کسی برگزیدۂ خدا کے حضور دوزانو بیٹھنا جائز ہے یہ عبادت نہیں بلکہ ادب وتعظیم ہے ورنہ کہنا پڑے گا کہ جبریل امین نے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرکے شرک کیا تھا (معاذ اللہ)

(۲) اسی ہیئت کے ساتھ اللہ کی بارگاہ میں بیٹھنا عبادت ہے اور انبیاء اولیاء کے حضور بیٹھنا ادب وتعظیم ہے ہیئت ایک ہے مگر عبادت اور تعظیم میں فرق کرنے والی نیت ہے۔

(۳) جبریل علیہ السلام اس وقت بشری لباس میں تھے اور آئے تھے دین سکھانے جیسے حدیث شریف کے الفاظ ہیں یعلمکم دینکم۔ تمہیں تمہارا دین سکھانے آئے تھے معلوم ہوا کہ دین ادب اور تعظیم کا نام ہے اور وہی کیا جو بزرگوں کی تعظیم میں ہمیں نصیب ہے

(۲) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب (حضور نے) بنو قریظہ (یہود مدینہ) کا پچیس روز تک محاصرہ کیا تو وہ حضرت سعد بن معاذ کے فیصلے پر آمادہ ہو گئے (کیونکہ حضرت سعد ان کے حلیف تھے ان کا خیال تھا کہ وہ ہماری رعایت کرتے ہوئے ہماری خلاصی کی کوشش کریں گے) تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے سعد کو بلا بھیجا۔

فَجَاءَ عَلٰی حِمَارٍ فَلَمَّا دَنَا	تو وہ گدھے پر سوار ہو کر آئے
مِنَ الْمَسْجِدِ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ	جب وہ مسجد کے قریب پہنچے
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ لِلْاَنْصَارِ	تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے
قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ	انصار سے فرمایا کہ اپنے سردار کیلئے کھڑے ہو جاؤ۔

(بخاری و مسلم و مشکوٰۃ صہ ۴۰۳)

فوائد (۱) اس حدیث میں حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے خود حکم دیا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہوئے۔

(سوال) چونکہ حضرت سعد بیمار تھے ان کی پنڈلی میں زخم تھا وہ خود گدھے سے اتر نہیں سکتے تھے اسی واسطے آپ نے ان کو حکم دیا کہ اٹھو اور ان کو اتارو۔

(جواب) اگر بیمار تھے تو انہیں گدھے سے اتارنے کے لیے ایک، دو آدمی کافی تھے ساری قوم کو حکم دینے کی کیا ضرورت تھی اور پھر حدیث کے الفاظ الی سیدکم سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ یہ قیام محض سرداری کی وجہ سے کرایا گیا تھا نہ کہ بیماری کی وجہ سے اور چونکہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ انصار کے سردار تھے اسی لیے حضور نے ان کو حکم دیا

(۱) محی السنۃ امام نووی اسی حدیث کے تحت فرماتے ہیں

فِیْہِ اِکْرَامُ اَھْلِ الْفَضْلِ	اس میں اہل فضل کے ملنے کے وقت
وَتَلَقِّیْھِمْ وَالْقِیَامُ اِلَیْھِمْ	اکرام اور ان کے لیے قیام کرنے کی
اِذَا اَقْبَلُوْا وَاحْتَجَّ بِہِ الْجُمْھُوْرُ	روشن دلیل ہے اور جمہور نے اس

اس سے استدلال کیا ہے

(حاشیہ مشکوٰۃ صہ ۴۰۳)

(۲) سیدنا شاہ عبدالحق دہلوی اسی حدیث کے تحت علامہ طیبی سے نقل کرتے ہیں

اجماع کردہ اند جماہیر علما بایں حدیث	اس حدیث سے اہل علم وفضل
بر اکرام اہل فضل از علم یا صلاح	وشرف کے اکرام اور ان کے لیے
یا شرف بقیام امام محی السنۃ محی	قیام کرنے پر جمہور علماء کا اتفاق
الدین نووی گفتہ کہ ایں قیام مر اہل	واجماع ہے محی السنۃ امام نووی
فضل را وقت قدوم آوردن ایشاں	رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اہل فضل
مستحب است واحادیث دریں باب	لوگوں کی تشریف آوری کے وقت
ورود یافتہ و در نہی ازاں صریحاً	یہ قیام کرنا مستحب ہے اس کی
چیزے صحیح نہ شدہ (اشعۃ اللمعات	تائید میں تو احادیث آئی ہیں مگر
صہ ۲۸)	اس کی ممانعت میں صراحۃً کوئی

حدیث نہیں ہے۔

(۳) حضرت عائشہ فرماتی ہیں کہ حضرت فاطمہ جب آپ کے پاس تشریف لاتیں تو

قَامَ اِلَیْھَا فَاَخَذَ بِیَدِھَا	آپ ان کے لیے کھڑے ہو جاتے
فَقَبَّلَھَا وَاَجْلَسَھَا فِیْ مَجْلِسِہٖ	اور ان کے ہاتھ کو چومتے اور
وَکَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَیْھَا قَامَتْ	اپنی جگہ پر بٹھاتے اور جب
اِلَیْہِ فَاَخَذَتْ بِیَدِہٖ فَقَبَّلَتْہُ	آپ ان کے پاس تشریف لیجاتے

وَاَجْلَسَتْهُ فِی مَجْلِسِهَا ‏— تو وہ آپ کے لیے کھڑی ہو جاتیں اور
(مشکوۃ ص۴۰۲) ‏— آپکے ہاتھ کو چومتیں اور اپنی جگہ پر بٹھاتیں

(فائدہ) ثابت ہوا کہ اگر کوئی بڑا چھوٹے پر شفقت فرماتے ہوئے اور چھوٹا بڑے کی تعظیم کرتے ہوئے کھڑا ہو جائے تو یہ جائز ہے اور یہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔

(۴) حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم ہمارے ساتھ مسجد میں بیٹھ کر باتیں کیا کرتے تھے۔

فَاِذَا قَامَ قُمْنَا قِيَامًا حَتّٰى ‏— پھر جب آپ کھڑے ہو جاتے تو
نَرَاهُ قَدْ دَخَلَ بَعْضَ بُيُوْتِ ‏— ہم بھی کھڑے ہو جاتے اور اس وقت
اَزْوَاجِهٖ (مشکوۃ ص۴۰۳) ‏— تک کھڑے رہتے جب تک آپ
اپنی بیویوں میں سے کسی کے گھر داخل نہ ہو جاتے۔

فائدہ ان روایات سے صاف طور پر ثابت ہوتا ہے کہ قیام تعظیمی جائز بلکہ فعل رسول اور عمل صحابہ ہے۔ ناجائز اور شرک و بدعت نہیں۔

(مسئلہ) فقہائے کرام فرماتے ہیں کہ روضۂ انور پر حاضری کے وقت جب سلام پڑھا جائے تو یَقِفُ كَمَا يَقِفُ فِي الصَّلٰوةِ اسی طرح کھڑا ہو جس طرح کہ نماز میں دست بستہ کھڑا ہوتا ہے (عالمگیری)

(فائدہ) یہ مسئلہ متفقہ ہے تو معلوم ہوا تعظیم اور ہے اور عبادت اور باب سوالات جوابات (سوال) حضور صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے۔

لَا تَقُوْمُوْا كَمَا تَقُوْمُ الْاَعَاجِمُ ‏— نہ کھڑے ہوا کرو جس طرح کہ عجمی لوگ
(مشکوۃ باب القیام) ‏— کھڑے ہوتے ہیں۔

فائدہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ کھڑے ہونے کی ممانعت ہے
جواب)! اس کے متعلق تمام علمائے کرام فرماتے کہ اس میں کھڑے ہونے کی نہیں بلکہ عجمیوں کی طرح کھڑے رہنے کی ممانعت ہے کیونکہ شاہان عجم کے درباری لوگ بیٹھ نہیں سکتے تھے بلکہ بادشاہ کے سامنے برابر ہاتھ باندھے اور سرنگوں کھڑے رہتے تھے

قاعدہ جب فعل میں تشبیہ ہو تو نفس فعل حرام نہیں تشبیہ حرام ہے جیسے

لَا يَلِغْ اَحَدُكُمْ كَمَا ‏— نہ پئے تم میں سے کوئی جیسا کہ
يَلِغُ الْكَلْبُ ‏— کتا پیتا ہے۔

(رواہ ابن ماجہ فتح الکبیر ص۳۴۰)

فائدہ اس کا یہ مطلب تو نہیں ہے کہ کوئی پئے ہی نہیں بلکہ مطلب یہ ہے کہ کتے کی طرح نہ پئے اسی طرح اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ قیام کرے مگر عجمیوں کی طرح نہ کرے اصول قرآن و حدیث کا قاعدہ ہے کہ ایک حکم مطلق ہو پھر وہ مقید ہو کر واقع ہو تو مقید مقید رہیگا یہاں قیام کو مقید کیا گیا ہم تو اس کو فقہاء کرام نے ممنوع قرار دیا ہے اور بلاشبہ یہ ممنوع ہے اس کی تائید حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے فرمان سے ہوتی ہے فرمایا کہ۔

مَنْ اَسَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهُ ‏— جس کسی کو یہ پسند ہو کہ لوگ اس
الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّءْ مَقْعَدَهٗ ‏— کے لیے اس کے آگے کھڑے رہیں
مِنَ النَّارِ (ترمذی) ‏— وہ اپنا ٹھکانا جہنم میں تیار کرے

اس جواب کا خلاصہ یہ ہے کہ جس قیام میں کبر و رعونت وغیرہ کا شائبہ ہو وہ مکروہ ہے لیکن جہاں محض دینی اسلامی رشتہ ہے وہ جائز بلکہ مستحق ہے

(سوال) حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں باوجود اس کے صحابہ کرام حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو سب سے زیادہ محبوب رکھتے تھے مگر جب حضور صلے اللہ علیہ وسلم کو دیکھتے،

لَمْ يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ	تو وہ کھڑے نہیں ہوتے تھے
مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذَالِكَ	کیونکہ وہ جانتے کہ آپ کو یہ پسند
مشکوٰۃ باب القیام) رواہ الترمذی)	نہیں

فائدہ معلوم ہوا کہ قیام تعظیمی آپ کو پسند نہ تھا جب امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیام تعظیمی ناپسند ہے تو پھر باقی حضرات کس قطار ہیں۔

(جواب) یہ ناپسندیدگی طبعی تھی یعنی ازراہِ تواضع وانکسار آپ کو پسند نہ تھا کہ جب بھی میرے صحابہ دیکھیں قیام کریں کیونکہ اس میں تکلف تھا طبعی ناپسندیدگی اور ہے حقیقی اور شرعی ناپسندیدگی اور چنانچہ حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ سے فرمایا کہ مجھے یونس بن متی (علیہ السلام) پر فضیلت نہ دو! تو آپ کا یہ فرمانا تواضعاً تھا ورنہ نصوص صریحہ سے آپ کا سید المرسلین اور افضل الانبیاء ہونا ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فَضَّلْنَا عَلٰى بَعْضٍ = بعض کو بعض پر ہم نے فضیلت دی۔

مَنْ تَوَاضَعَ لِلّٰهِ رَفَعَهُ	جو اللہ کے لیے تواضع کرتا ہے
اللّٰهُ	اللہ اس کو بلند کرتا ہے۔

(فائدہ) آپ نے اللہ کے لیے تواضع وانکسار فرمایا اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو وہ رفعت وعظمت بخشی کہ ساری دنیا میں آپ کی عظمت وشان کا چرچہ رہے گا اور قیامت تک آپ کی امت آپ کے سامنے دستہ بستہ

کھڑے ہوکر صلوٰۃ وسلام کے ہدیے اور تحفے پیش کرتے رہیں گے ؎

رہے گا یونہی ان کا چرچہ رہے گا
پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

لطیفہ نجدی حکومت کے کارندے اب جالی مبارک کے سامنے ہاتھ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا نہیں دیتے ہیں نے ایک نجدی مولوی سے پوچھا کہ اس سے کیوں روکتے ہو جواب دیا کہ یہ نماز کی ہیئت ہے اور وہ غیر اللہ کے لیے حرام ہے میں نے کہا ہاتھ کھول کر کھڑا ہونا بھی تو ہیئت صلوٰۃ ہے جیسے قومہ یا امام مالک کے مذہب میں یہ سن کر کھسیانا ہو کر کہا رُح رُح جاجا۔

(سوال) لوگوں نے قیامِ میلاد کو واجب اور ضروری سمجھ لیا ہے اور مستحب کو واجب اور غیر ضروری کو ضروری سمجھنا ناجائز ہے لہٰذا قیام ناجائز ہے۔

جواب) یہ بدگمانی ہے اور بدگمانی حرام ہے ہاں ہمارا دائمی عمل ضرور ہے اگر کوئی کسی کارِ خیر یا مستحب کام کو ہمیشہ کرے تو اس سے ہرگز یہ لازم نہیں آتا کہ وہ اس کو فرض یا واجب جانتا ہے کیونکہ پابندی، وجوب کی علامت نہیں جیسا کہ اگر کوئی چاشت اور تہجد کو ہمیشہ پڑھے تو کیا یہ کہنا جائز ہوگا کہ یہ شخص چاشت اور تہجد کو فرض یا واجب جانتا ہے؟ ہرگز نہیں بلکہ یہ اس پر ایک بہتان اور اس کی نیت پر ایک ناروا حملہ ہوگا۔

یاد رکھیے عمل میں تو ہمیشگی اور پابندی ہی مطلوب ومحبوب ہے حضور صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

اَحَبُّ الْاَعْمَالِ اِلَى اللّٰهِ	اللہ کے نزدیک وہ عمل محبوب
اَدْوَمُهَا وَاِنْ قَلَّ (مشکوٰۃ)	ہے جو ہمیشہ کیا جائے اگرچہ تھوڑا ہی ہو

فائدہ قرآن کریم، احادیث مبارکہ، چاروں مذہب کے ائمہ عظام ومفتیان کرام اور علمائے اسلام کے ارشادات مبارکہ اسے دست بستہ احتراماً کھڑے ہو کر صلوٰۃ وسلام پڑھنا مستحب ومستحسن اور بہت ہی باعث رحمت وبرکت اور اجر وثواب ثابت ہے۔

مزید تفصیل اعلیحضرت قدس سرہٗ کے رسالہ اقامۃ القیامۃ، یا فقیر کا رسالہ غوث العباد پڑھئے مفصل بحث آئیگی انشاء اللہ

(سوال) قیام نماز میں فرض ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے جیسے رکوع جس طرح غیر اللہ کے لیے رکوع وسجدہ ناجائز ہے چنانچہ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے قُوْمُوْا لِلّٰہِ قٰنِتِیْنَ یعنی اللہ ہی کے لیے کھڑے ہو۔

(جواب) یہ قیاس کیا جب قیام مطلق تم ہر وقت کرتے ہو اگر شرک کا خطرہ ہے تو پھر پیدائش سے لے کر مرتے دم تک تم پیٹ کے بل چلا کرو ورنہ ماننا پڑیگا وہ قیام حرام ہے جس میں عبادت کی نیت ہو ایسے ہی رکوع کی صورت ہم تم ہزاروں کام سرانجام دیتے ہیں تو کیا وہ شرک ہیں اگر ہیں تو چھوڑ دو کیونکہ جماع کے وقت، تو تمہاری کیفیت رکوع وسجود کے مشابہ ہوتی ہے ورنہ ماننا پڑے گا کہ وہ رکوع وسجود کی کیفیت حرام ہے جس میں عبادت کی نیت ہو ایسے سجدہ مطلقاً شرک ہوتا سابقہ امم میں نہ ہوتا اس لیے کہ شرک ہر شریعت میں حرام ہے ثابت ہوا کہ شرک وہ ہے عبادت کی نیت ہو ورنہ شرک نہیں

میلاد کا سلام وقیام صحابہ کرام نے اس ہیئت کے ساتھ سلام نہیں پڑھا نہ لہذا بدعت ہے اس کے متعلق عرض یہ ہے کہ اگر یہی بات ہے کہ جو کام صحابہ کرام نے نہیں کیا وہ بدعت ہے تو جس ہیئت میں آج قرآن کریم ہیں مثلاً رنگین چکنے کاغذ، بلاک وغیرہ کی چھپائی، اعراب، ترجمہ، حاشیہ پر تفسیر وغیرہ اور جس ہیئت میں آج کتب احادیث وان کی شروح اور کتب فقہ واصول اور کتب درسیہ وغیرہ ہیں اور جس ہیئت میں آج مدارس دینیہ، طریقہ تعلیم، امتحانات، تقسیم اسناد، سالانہ وماہوار چندے، اساتذہ کی تنخواہیں وغیرہ ہیں اور جس ہیئت میں آج تبلیغی جلسے ہوتے ہیں اور جس ہیئت میں آج سفر حج کیا جاتا ہے علےٰ ہذا القیاس کیا یہ سب کچھ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نے کیا؟ اور کیا یہ زمانہ صحابہ میں تھا نہیں، اور ہرگز نہیں، تو چاہیے کہ صلوٰۃ وسلام کے منکر ان سب چیزوں اور ہیئتوں کو بدعت کہیں اور ان کے خلاف تقریریں کریں پوسٹر چھاپیں اور ہر ممکن ان کو مٹانے کی کوشش کریں وہ صرف میلاد شریف اور سلام وقیام کے پیچھے ہاتھ دھو کر کیوں پڑ گئے ہیں یاد رکھئے۔ اگر صحابہ کرام سے یہ ہیئت ثابت ہوتی تو یا واجب ہوتی یا سنّت اور نہ واجب کہیں نہ سنت ہمارے نزدیک اس ہیئت کے ساتھ سلام پڑھنا مستحب ہے اور مستحب وہ جس کو مسلمان اچھا سمجھیں جیسا کہ خود صلے اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے۔

مَا رَاٰہُ الْمُسْلِمُوْنَ حَسَنًا فَھُوَ عِنْدَ اللّٰہِ حَسَنٌ (نسائی)	جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

مندرجہ ذیل امور مسلمانوں میں رائج ہیں۔

بدعت روزہ زمانہ اقدس میں روزے کی نیت دل سے کی جاتی اس کے لیے کوئی خاص دعائیں مخصوص نہیں لیکن ہم روزہ کی سحری کھانے سے پہلے اَللّٰھُمَّ بِالصَّوْمِ لَکَ غَدًا نَوَیْتُ اور افطار کے وقت پڑھتے ہیں اَللّٰھُمَّ لَکَ صُمْتُ وَبِکَ اٰمَنْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ۔ ایسی دعائیں مانگنا بدعت ہے۔

بدعت حج

ارکان اسلام کا پانچواں رکن ہے اس میں بھی بہت سی بدعتیں ہیں ہم اس کی تفصیل کے درپے نہیں ہوتے صرف چند ایک بطور نمونہ عرض کیے دیتے ہیں۔

یہ تو سب کو معلوم ہے کہ زمانہ اقدس میں پیدل یا زیادہ اونٹ وغیرہ پر حج کا سفر کیا جاتا لیکن آج پیدل اور اونٹ کی سواری کہاں بلکہ ریل گاڑی لاری بس موٹر ہوائی اور بحری جہاز کے ذریعہ حج ہو رہا ہے یہ تمام سواریاں بدعت ہیں زمانہ اقدس میں ان کا وہم وگمان بھی کسی کو نہیں تھا۔

بکثرت عمرے طواف بدعت

مفتی محمد شفیع دیوبندی (کراچی) نے اس پر ایک رسالہ لکھا اختیار المختار فی تکثیر الطواف والاعتمار، جس میں ثابت کیا کہ گو حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ اقدس اور صحابہ وتابعین کے ادوار میں طواف وعمرے بکثرت نہیں کیے جاتے تھے لیکن جائز ہیں ان کی کثرت پر ثواب ملتا ہے ہم بھی کہتے ہیں کہ بہت بڑا ثواب ملتا ہے لیکن سوال یہ ہے کہ بدعت پر ثواب کیسا۔

رجعت قہقہری بدعت

بعد طواف کعبہ شریف کو پیٹھ نہ کرنا بلکہ الٹے پاؤں چل کر کسی دروازہ سے باہر نکل جانا بدعت ہے یعنی بعض لوگ کعبہ شریف کی تعظیم کی پیش نظر الٹے پاؤں باہر نکل جاتے ہیں خیر القرون میں یہ طریقہ نہ تھا لیکن ایسا کرنا ثواب سے

بدعات نماز

حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پنجگانہ نماز مبارک کو (سامنا) ادا (کرنے) لیکن اب بدعات کی بھرمار ہے مثلاً

(١) موذن وامام با تنخواہ مقرر کرنا

(٣) تنخواہ دینا لینا

(٤) مقرر وقت بمطابق گھڑی اذان دینا

(٥) بمطابق گھڑی موسم سرما و گرما تائم پر نماز باجماعت پڑھنا پڑھانا ایک دو منٹ کی سستی وغفلت پر امام کو ملامت کرنا عادی مجرم بن جائے تو امامت سے برخاست۔

(٦) زبان سے نماز کی نیت کرنا۔

(٧) بعد فراغت، امام کی دعا پر آمین آمین کہتے رہنا۔

(٨) سنن ونوافل گھر میں جا کر پڑھنے کے بجائے مسجد ہی کی عادت بنا ڈالنا

(٩) ظہر ومغرب، وعشاء کی دو سنتوں کے دو نفل بیٹھ کر پڑھنا۔

(١٠) حضرت عمر نے تراویح کے بارے میں وہ طریقہ جاری کیا جو نبی صلے اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر کے عہد میں نہ تھا وہ خود اسے نیا کام کہتے ہیں اور پھر فرماتے ہیں۔ نعمت البدعۃ ھذہ (کیا ہی اچھا یہ نیا کام ہے)

(١١) التحیات میں اشہد ان محمداً سے پہلے اور درود ابراہیمی میں بحالت نماز حضور علیہ السلام اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسماء گرامی سے پہلے سیدنا پڑھنا مستحب ہے (شامی وغیرہ) اس کی ان سے مزید اور تفصیل وتحقیق کے لیے دیکھئے فقیر کا رسالہ بدعت ہی بدعت۔

استدلال

اہلسنت کا یہ قاعدہ کہ جو امور مستحسنہ احادیث سے صراحۃً ثابت نہ ہو تو حدیث ذیل کے ضمن میں ضمناً ثابت ہیں حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

مَنْ سَنَّ فِی الْاِسْلَامِ سُنَّۃً حَسَنَۃً فَلَہٗ اَجْرُھَا وَاَجْرُ مَنْ عَمِلَ

جو شخص اسلام میں کسی اچھے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس کو اپنے رائج کرنے کا ثواب

بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أُجُوْرِهِمْ شَيْءٌ وَمَنْ سَنَّ فِي الْإِسْلَامِ سُنَّةً سَيِّئَةً كَانَ عَلَيْهِ وِزْرُهَا وَوِزْرُ مَنْ عَمِلَ بِهَا مِنْ بَعْدِهٖ مِنْ غَيْرِ أَنْ يَّنْقُصَ مِنْ أَوْزَارِهِمْ شَيْءٌ (مشکوٰۃ شریف صـ ۳۳)

ملے گا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی جو اس کے بعد اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرنے والوں کے ثواب میں کوئی کمی بھی نہ ہوگی اور جو اسلام میں کسی برے طریقہ کو رائج کرے گا تو اس شخص پر اس کے رائج کرنے کا بھی گناہ ہوگا اور ان لوگوں کے عمل کرنے کا بھی گناہ ہوگا جو اس کے اس طریقہ پر عمل کرتے رہیں گے اور عمل کرتے والوں کے گناہ میں کوئی کمی نہ ہوگی۔

فائدہ اس حدیث مبارکہ نے واضح کر دیا کہ بدعت صرف سیئہ نہیں حسنہ بھی ہوتی ہے اس لیے شارحین حدیث نے فرمایا کہ بدعت کی پانچ قسمیں ہیں بدعت محرمہ، بدعت مکروہہ، بدعت واجبہ، بدعت مستحبہ، بدعت مباحہ تفصیل کے لیے دیکھیں مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ صـ ۱۷۹ اور اشعۃ اللمعات ج ۱ صـ ۱۲۸ یا انوار الحدیث صـ ۱۰۶)

اور بدعت کے حسنہ اور سیئہ ہونے کا معیار وہ ہے جو حضرت امام شافعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

مَا أُحْدِثَ مِمَّا يُخَالِفُ الْكِتَابَ أَوِ السُّنَّةَ أَوِ الْأَثَرَ أَوِ الْإِجْمَاعَ فَهُوَ ضَلَالَةٌ وَمَا أُحْدِثَ

اگر ایسی چیز ایجاد کی گئی جو قرآن مجید حدیث شریف، آثار صحابہ یا اجماع کے خلاف ہو تو وہ گمراہی ہے اور اگر ایسی اچھی بات ایجاد

مِنَ الْخَيْرِ مِمَّا لَا يُخَالِفُ شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ فَلَيْسَتْ بِمَذْمُوْمَةٍ (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ ج ۱ صـ ۱۷۹)

کی گئی جو ان میں سے کسی کے مخالف نہ ہو تو وہ بری نہیں۔

(سوال) پیروں اور بزرگوں اور استادوں کے لیے قیام و دیگر آداب مثلاً ہاتھ باندھ کر اور سر جھکا کر کھڑا ہونا یہ عبادت کی ہیئت و صورت ہے یعنی یہ نماز کی حالت کی طرح ہے اور اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے اور جو عمل اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہے اسے غیر اللہ کے لیے کیا جائے۔ وہی شرک ہے

(جواب) یہ سوال بھی غلط ہے اور مبنی بر جہالت ہے کیونکہ وہ ہیئت جو نماز کی ہے کسی اللہ والے کے لیے کی جائے وہ شرک نہیں جب تک کہ عبادت کی نیت نہ ہو مثلاً التحیات میں بیٹھنا بھی تو شرک ہو حالانکہ ایسا بیٹھنا شرک نہیں جب کہ جبریل علیہ السلام کا حضور علیہ السلام کے آگے ایسے بیٹھنا ثابت ہے جیسا کہ پہلے گزرا ہے پھر ہاتھ چھوڑ کر کھڑا ہونا بھی شرک ہو کیونکہ رکوع سے اٹھ کر سمع اللہ لمن حمدہ کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ کر کھڑے ہوتے ہیں اور بعض ائمہ کے کہتے ہوئے ہاتھ چھوڑ کر قیام صلوٰۃ فرض ہے ایسے ہی رکوع کی ہیئت بھی شرک ہو حالانکہ اس ہیئت میں ہزاروں معاملات طے کرنے پڑتے ہیں مثلاً پیشاب کے بعد ڈھیلے اٹھانا وغیرہ وغیرہ

نتیجہ نکلا کہ ہیئت نماز کا کوئی عمل مبنی بر قصد عبادت کا حکم اور ہے اور مبنی بر قصد تعظیم حکم دیگر

قاعدہ نیت کی تبدیلی سے احکام تبدیل ہو جاتے ہیں کیونکہ حدیث شریف میں انما الاعمال بالنیات: (مشکوٰۃ)

مثلاً جن امور کو مخالفین شرک فتویٰ دے رہے ہیں ان کا خود بھی ارتکاب کرتے ہیں ان کا جواب یہی ہوتا ہے ہمارا ارادہ اور نیت۔ یوں ہے تو اہلسنت بھی یہی جواب دیتے ہیں کہ ہمارا ارادہ بھی محبوبان خدا کے لیے قیام تعظیمی ودیگر امور تعظیمی مبنی بر تعظیم ہیں نہ کہ با ارادہ عبادت

فافہم ولا تکن من الوہابیین۔

تعلیم الاسلام

تعلیم نبوی علی صاحب السلام

اسلام کی روح ادب اور دوستان خدا کی تعظیم و توقیر ہے اسلام کے کسی شعبہ کو دیکھ لو اس میں ادب اور تعظیم و تکریم کا درس ملیگا خود حضور نبی پاک شہ لولاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے صحابہ اولیائے امت وعلمائے ملت کی یہی تعلیم ہے انہوں اپنے اکابر و عمائد شیوخ و اساتذہ کی تعلیم بڑوں کی توقیر و تکریم اور ادب و احترام کا سبق دیا ہے حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے

اِنَّ مِنْ اِجْلَالِ اللّٰہِ اِکْرَامُ ذِی الشَّیْبَۃِ الْمُسْلِمِ وَحَامِلِ الْقُرْآنِ غَیْرِ الْغَالِیْ فِیْہِ وَلَا الْجَافِیْ عَنْہُ وَاِکْرَامُ ذِی السُّلْطَانِ الْمُقْسِطِ (مشکوۃ)

یعنی بوڑھے مسلمان اور افراط و تفریط نہ کرنے والے حافظ قرآن عالم (باعمل) اور عادل امام کی عزت کرنا اللہ تعالیٰ کی عزت کرنا ہے۔

تعظیم برائے صدیق اکبر

حضرت ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم

نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے آگے چلتا دیکھ کر فرمایا۔

تمشی امام من ھو خیر منک فی الدنیا والآخرۃ ما طلعت شمس ولا غربت علی احد بعد النبیین والمرسلین خیر او افضل من ابی بکر رضی اللہ عنہ (روح البیان ج ۲ ص ۶۲)

کشف الاسرار تو اس کے آگے چل رہے جو دنیا و آخرت میں تجھ سے بہتر ہے اور انبیاء و مرسلین کے بعد جہاں سے سورج طلوع کرتا اور غروب کرتا ہے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے بڑھ کر کوئی بہتر اور افضل نہیں۔

حدیث شریف

نبی کریم رؤف رحیم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ۔

لَیْسَ مِنَّا مَنْ لَّمْ یَرْحَمْ صَغِیْرَنَا وَلَمْ یُوَقِّرْ کَبِیْرَنَا (رواہ الترمذی مشکوۃ ص ۴۲۳)

جو ہمارے چھوٹوں پر مہربانی نہ کرے اور ہمارے بڑوں کی تعظیم و توقیر نہ کرے وہ ہمارے راستے پر نہیں ہے

ادب قرآن نے سکھایا

مفسرین کرام ودیگر علماء عظام نے فرمایا کہ آیت: لا تقدموا بین یدی اللہ ورسولہ (الآیۃ) سورۃ الحجرات نمبر ۱ کی نہی میں داخل ہے یہ حکم کہ علماء کرام و مشائخ کے آگے چلنا منع ہے کیونکہ یہ حضرات ورثۃ الانبیاء ہیں (روح البیان)

مسئلہ

صاغر کا اکابر کے آگے چلنا سوائے تین مقامات پر جائز نہیں

(۱) رات کے سفر میں (۲) لشکر کے مقابلہ میں۔

(۳) سیلاب کے پانی یا گہرے پانی کے معلومات کرنے میں (روح البیان)

(فائدہ) یعنی بوقت ضرورت شدید کے سوا کسی وقت بھی چھوٹے کو بڑے و بزرگ کے آگے چلنا بیٹھنا وغیرہ جائز نہیں۔

اعجوبہ | دور سابق میں قانون الٰہی تھا کہ نوجوان بوڑھے کے آگے چلتا تو زمین میں دھنس جاتا (روح البیان الحجرات ع)

(فائدہ) سورۃ الحجرات رکوع اول کی اکثر آیات تعلیم ادب پر مشتمل ہے۔

قیام تعظیمی پر انعام

سیرۃ حلبیہ میں ہے کہ

وقد وجد القيام عند ذكر اسمه صلى الله عليه وسلم من عالم الأمة ومقتدى الأئمة دينا وورعا الامام تقي الدين السبكي وتابعه على ذلك مشائخ الاسلام في عصره فقد حكى بعضهما الامام السبكي اجتمع عنده جمع كثير من علمائے عصره فانشد منشد قول الصرصري في مدحه صلى الله عليه وسلم قليل لمدح المصطفى الخط بالذهب على ورق من خطا

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذکر مبارک کے وقت قیام پایا گیا ہے امت محمدیہ کے جلیل القدر عالم امام تقی الدین سبکی جو دین اور تقویٰ میں ائمہ کے مقتداء ہیں اور اس پر ان کے تابع ہوئے تمام مشائخ اسلام جو ان کے ہمعصر تھے چنانچہ منقول ہے کہ امام سبکی کے پاس ان کے ہمعصر علماء کرام بکثرت جمع ہوئے ایک مداح رسول نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مداح میں رحمۃ اللہ علیہ کے یہ اشعار پڑھے۔ اگر چاندی پر سونے کے حروف سے بہترین کاتب حضور صلے اللہ علیہ

حسن من كتب وان تنهض الاشراف عند سماعه قياما صفوفا او جثيا على الركب فعند ذلك قام الامام السبكي رحمه الله وجميع من في المجلس فحصل انس كبير بذلك المجلس ويكفي مثل ذلك في الاقتداء (انتهى) (سيرة حلبيه جلد اول ص۸)

وسلم کی مدح لکھے تب بھی کم ہے بے شک عزت و شرف والے لوگ حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا ذکر جمیل سن کر صف بستہ قیام کرتے ہیں یا گھٹنوں پر دو زانوں ہو جاتے ہیں یہ اشعار سن کر امام سبکی کھڑے ہو گئے اور ان کے ساتھ تمام اہل مجلس، مشائخ و علماء بھی کھڑے ہو گئے اور اس وقت بڑا انس حاصل ہوا مجلس پر ایک عجیب سی کیفیت طاری ہو گئی اور اس قسم کے واقعات مشائخ و علماء کی اقتداء کے بارے میں کافی ہوتے ہیں۔

قیام و سلام کا ثبوت

اسی تعظیم و ادب کی بناء قیام و سلام فی المیلاد ہوتا ہے۔ چنانچہ

نزهة المجالس میں ہے القيام عند ولادته لا انكار فيه فانه من البدع المستحسنة وقد افتى جماعة باستحبابه عند ذكره وقال جماعة بوجوب الصلوة عليه عند ذكره وذلك من

حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکر ولادت کے وقت کھڑے ہو کر صلوۃ و سلام پڑھنا بلاشک بدعت مستحسنہ ہے اس میں انکار کی کوئی گنجائش نہیں اور علماء کی ایک جماعت نے حضور کے ذکر ولادت کے وقت صلوۃ و سلام کو واجب قرار دیا ہے اور

الاكرام والتعظيم له صلى الله عليه وسلم واكرامه وتعظيمه واجب على كل مومن ‹	یہ آپ کی تعظیم وتکریم ہر مسلمان پر واجب وفرض ہے۔

خلاصہ یہ کہ اس سے ثابت ہوا کہ مسئلہ قیام میلاد میں امام سبکی اور ان کے ہمعصر مشائخ وعلماء کی اقتدا کافی ہے بالکل یہی مضمون اور منقولہ بالا دونوں شعر اور اس کے بعد امام سبکی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے تمام رفقاء اہل مجلس کا قیام علامہ شیخ اسمٰعیل حقی بروسی حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے تفسیر روح البیان میں ارقام فرمایا ملاحظہ فرمائیے تفسیر روح البیان جلد ۹ صـ۵۶)

اور حاجی امداد اللہ صاحب۔ فیصلہ ہفت مسئلہ میں فرماتے ہیں اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات۔ سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت۔ پاتا ہوں۔ ‹فیصلہ ہفت مسئلہ ›

یہی حاجی امداد اللہ صاحب شمائم امدادیہ میں فرماتے ہیں۔

اور قیام کے بارے میں میں کچھ نہیں کہتا ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے (شمائم امدادیہ صـ۵۰)

محفل میلاد مبارک میں حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کی تشریف آوری حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ شمائم امدادیہ میں فرماتے ہیں۔

ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے البتہ وقت قیام کے اعتقادِ تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمال تشریف آوری کیا جاوے مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکاۃ کا بعید نہیں انتہی (شمائم امدادیہ صـ۹۳)

دنیا میں کروڑوں جگہ محافل میلاد منعقد ہوتی ہیں لیکن کسی محفل میں بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلّم کا قدم رنجہ فرمانا حضرت حاجی صاحب کے نزدیک بعید نہیں اور حضور کی تشریف کا خیال کرنا ہی شرعًا کوئی مضائقہ نہیں رکھتا جو لوگ حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کے تشریف لانے کے منکر ہیں اس اعتقاد کو معاذ اللہ کفر وشرک سمجھتے ہیں وہ شمائم امدادیہ کی منقولہ بالا عبارت کو غور سے پڑھیں۔

سوال / قیام میں صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی کیا دلیل ہے جواب ارشاد خداوندی صلوا عليه وسلموا تسليمًا: مطلق ہے ہر وہ حالت جو شرعًا صلوٰۃ وسلام کے لیے مکروہ اور نامناسب نہیں آیۃ کریمہ کی رو سے اس میں صلوٰۃ و سلام جائز ہوگا ساتھ ہی یہ امر بھی ملحوظ رہے کہ قیامِ میلاد ذوق وشوق کی حالت میں کیا جاتا ہے اور یہ حال درود وسلام کے لیے بہت موزوں اور مناسب ہے یہی وجہ ہے کہ اس وقت یا حرف ندا کے ساتھ بصیغہ خطاب صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں کیونکہ حالتِ ذوق میں محبوب کو خطاب کرنا فطری امر ہے اور یا حرف ندا سے خطاب کو ناجائز سمجھنا انتہائی محروم القسمتی کی دلیل ہے۔

اوراد فتحیہ میں صـ۲۲ سے صـ۳۴ تک الصلوٰۃ والسلام علیك یا رسول اللہ۔ کا ورد موجود ہے اور اس میں سترہ۱۷ مرتبہ یا حرفِ ندا کے ساتھ صلوٰۃ وسلام وارد ہے اس میں اور اوراد فتحیہ کے متعلق حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ میں فرماتے ہیں

وچوں سلام دہد باوراد فتحیہ خواندن مشغول شود کہ از برکات انفاس ہزار و چہار صد ولی کامل جمع شدہ است ،،	جب سلام پھیرے اور اوراد فتحیہ پڑھنے میں مشغول ہو کہ ایک ہزار چار سو ولی کامل کے متبرک کلام سے جمع ہوا ہے۔

انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ صـ۱۲۴-۱۲۵)

تعظیم آدم علیہ السلام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَاِذْ قُلْنَا لِلْمَلٰٓئِكَةِ اسْجُدُوْا لِاٰدَمَ فَسَجَدُوْٓا اِلَّآ اِبْلِيْسَ اَبٰى وَاسْتَكْبَرَ وَكَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ	اور جب ہم نے فرشتوں کو حکم دیا کہ سجدہ کرو آدم کو تو ابلیس کے علاوہ سب نے سجدہ کیا اس نے انکار کیا تکبر کیا اور کافر ہو گیا۔

(پ۱ ع ۴)

مدارک شریف میں کَانَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ کی تفسیر فرمایا صَارَ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ یعنی ابلیس پہلے کافر نہیں تھا تعظیم نبی سے انکار کے سبب کافر ہو گیا۔ ثابت ہوا کہ تعظیم نبی سے انکار یہی وہ کفر ہے جو انسان کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے ہوا اور باقی کفریات کا وجود بعد میں ہوا۔

(سوال) آیت کریمہ میں تو صرف سجدہ کا بیان ہے تعظیم نبی کا ذکر نہیں ہے۔

(جواب) خداوند قدوس کے کلام سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ اس کا حکم سجدہ کے لیے ہے لیکن حقیقت میں اس کا ارشاد نبی کی تعظیم کے لیے ہے جیسا کہ رئیس الفقہا حضرت مُلّا جیون رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ خدائے عزوجل کے کلام سَجَدَ الْمَلٰٓئِكَةُ کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔

سَجَدَ ظَاهِرٌ فِيْ سُجُوْدِ الْمَلٰٓئِكَةِ نَصٌّ فِيْ تَعْظِيْمِ اٰدَمَ	لفظ سَجَدَ ملائکہ کے سجدہ کرنے کے بارے میں ظاہر ہے اور حضرت آدم علیہ السلام کی تعظیم کے بارے میں نص ہے۔

(نور الانوار ص۸۱)

(نکتہ) آدم علیہ السلام کو سجدہ نبی پاک صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نور اقدس کی وجہ سے کر دیا گیا (تفسیر کبیر پ۳ رکوع ۱)

تعظیم موسیٰ علیہ السلام سے درست ایمان کا انعام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جادوگروں کے واقعہ میں۔

اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ نَحْنُ الْمُلْقِيْنَ۝	یا تو آپ (پہلے اپنا عصا) ڈالیں اور یا تو ہم لوگ ڈالیں (پ۹ ع۴)

تو جادوگروں کا حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اتنا پوچھ لینا بھی ان کی تعظیم ہے اور اس تعظیم نبی کی بدولت وہ ایمان کی نعمت سے سرفراز ہو گئے جیسا کہ تفسیر خازن اور تفسیر جمل میں اسی آیتِ مبارکہ کے تحت ہے۔

قَدْ جَازَاهُمُ اللّٰهُ عَلٰى هٰذَا الْاَدَبِ حَيْثُ مَنَّ عَلَيْهِمْ بِالْاِيْمَانِ۔	اللہ تعالیٰ نے اس تعظیم کا ان کو بہترین بدلہ دیا اس طرح کہ ایمان کی دولت سے ان پر احسان فرمایا۔

اور تفسیر صاوی میں ہے۔

ذٰلِكَ تَاَدُّبًا مِنَ السَّحَرَةِ مَعَ مُوْسٰى وَقَدْ جُزُوْا عَلَيْهِ بِالْاِيْمَانِ وَالنَّجَاةِ مِنَ النَّارِ۔	اور وہ جادوگروں کی طرف سے موسیٰ علیہ السلام کی تعظیم تھی جس پر ان کو یہ انعام دیا گیا کہ ایمان سے مشرف ہوئے اور جہنم سے نجات پائی۔

تعظیم کعبہ معظمہ

کون نہیں جانتا ہے کہ کعبہ معظمہ انسانوں کی تعمیر کردہ ایک عمارت ہے لیکن اس کی تعظیم فرض ہے نمازوں کا مسجود الیہ ہے نہ صرف نماز جو اسلام کا اہم ستون ہے کا مرکز ہے حج جو اسلام کا اہم رکن ہے اس کی ہر عبادت کعبہ معظمہ اور اس کے جملہ متعلقات سے وابستہ ہے پھر نہ صرف کعبہ بلکہ ہر منسوب شے واجب التعظیم ہے

حجر اسود ہو یا آب زم زم حطیم ہو یا مقام ابراہیم۔ مطاف ہو یا باب کعبہ ملتزم ہو یا صفا و مروہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

وَمَنْ يُّعَظِّمْ حُرُمٰتِ
اللّٰهِ فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ
عِنْدَ رَبِّهٖ (پ۱۷ ع ۱۱)

اور جو اللہ تعالیٰ کی حرمتوں کی
تعظیم کرے تو وہ اس کے لیے اس
کے رب کے یہاں بہتر ہے۔

(فائدہ) حُرُمٰتِ اللّٰهِ سے مراد وہ چیزیں ہیں جو خدائے تعالیٰ کے نزدیک محترم ہیں بلکہ اس پر ہر شے کو شعائر اللہ فرمایا چنانچہ صفا و مروہ کے لیے فرمایا ان الصفا والمروۃ من شعائر اللہ بے شک صفا و مروہ شعائر اللہ تعظیم و تکریم تقویٰ قلب ہے جو تقوائے جسم سے درجہا بہتر افضل ہے چنانچہ فرمایا

ذٰلِكَ وَمَنْ يُّعَظِّمْ شَعَآئِرَ اللّٰهِ فَاِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوْبِ

پ۱۷ الحج: بات یہ ہے کہ جو اللہ کے نشانوں کی تعظیم کرے تو یہ دلوں کی پرہیزگاری سے ہے۔

فائدہ جیسے حج کی اشیاء شعائر اللہ ہیں ایسے ہی بلکہ ان سے ہزارہا گنا بڑھ کر حضور سرور عالم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور انبیاء اولیاء و علماء شعائر اللہ ہیں بلکہ علماء فقہاء نے مزارات انبیاء اولیاء کو بھی شعائر اللہ میں شامل فرمایا ہے

انتباہ کعبہ معظمہ کی اتنا بہت بڑی تعظیم و تکریم کے باوجود عزت و عظمت میں اولیاء کرام سے بڑھ کر نہیں

عَنْ ابْنِ عُمَرَ اِنَّهٗ نَظَرَ
يَوْمًا اِلَى الْكَعْبَةِ فَقَالَ مَا
اَعْظَمَكَ وَمَا اَعْظَمَ حُرْمَتَكَ

ابن عمر سے روایت ہے کہ
انہوں نے ایک دن کعبہ شریف
کی طرف دیکھا اور فرمایا تیری شان

وَالْمُؤْمِنُ اَعْظَمُ حُرْمَةً
عِنْدَ اللّٰهِ تَعَالٰى مِنْكَ
(اخرجہ الترمذی)

بڑی ہے اور تیری بڑی حرمت ہے
اور مومن اللہ کے نزدیک حرمت
میں تجھ سے بھی زیادہ ہے روایت
کیا اس کو ترمذی نے (تیسیر ص۱۶۲)

روایت ابن ماجہ میں مرفوعًا بھی مروی ہے۔

عن ابن عمر ولفظہ قال رایت رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم یطوف بالکعبۃ ویقول ما اطیبک و اطیب ریحک ما اعظمک و اعظم حرمتک والذی نفس محمد بیدہ لحرمۃ المؤمن اعظم عند اللہ حرمۃ منک الخ رواہ ابن ماجہ ص۲۹۰ (اصح المطابع)

نے فرمایا۔

اِذَا اَتَيْتُمُ الْغَائِطَ فَلَا
تَسْتَقْبِلُوا الْقِبْلَةَ
فَلَا تَسْتَدْبِرُوْهَا۔

جب تم پاخانہ (سنڈاس) جاؤ
تو قبلہ کی طرف نہ منہ کرو اور نہ
پیٹھ (مشکوٰۃ شریف ص۴۲)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حدیث شریف کی شرح میں تحریر فرماتے ہیں۔

اَیْ جِهَةَ الْكَعْبَةِ
تَعْظِيْمًا لَّهَا۔

یعنی کعبہ شریف کی جانب منہ اور
پیٹھ نہ کرنے کا حکم اس کی
تعظیم کے لیے ہے (مرقاۃ جلد اول ص۲۸۳)

دیکھئے! پاخانہ کرنے والے کی نگاہ کے سامنے کعبہ شریف نہیں ہے اسے وہ دیکھ نہیں رہا ہے مگر پھر بھی اس پر لازم ہے کہ وہ کعبہ شریف

کی تعظیم کرے نہ دیکھنے کے باوجود اگر وہ کعبہ شریف کی تعظیم نہیں کرے گا تو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نزدیک وہ فعل حرام کا مرتکب ہوگا۔ (اشعۃ اللمعات جلد اول ص۱۹۸)

اور بخاری و مسلم میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

إِذَا قَامَ أَحَدُكُمْ إِلَى الصَّلٰوةِ فَلَا يَبْصُقْ أَمَامَهٗ

جب تم میں سے کوئی نماز پڑھنے کے لیے کھڑا ہو تو اپنے سامنے نہ تھوکے

(مشکوٰۃ شریف ص۶۹)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ اس حکم کی علت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں

تَخْصِيْصُ الْقِبْلَةِ لِتَعْظِيْمِهَا

قبلہ کی جانب تھوکنے سے اس کی تعظیم کے لیے منع کیا گیا ہے۔

(مرقاۃ جلد اول ص۴۵۵)

معلوم ہوا کہ قبلہ اگرچہ ہزاروں کلو میٹر دور ہو اور نگاہوں سے اوجھل ہو پھر بھی اس کی طرف نہ تھوکنا قبلہ کی تعظیم ہے۔

اور حدیث کی مشہور کتاب ابوداؤد شریف میں صحابی رسول حضرت سائب بن خلاد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ۔

إِنَّ رَجُلًا أَمَّ قَوْمًا فَبَصَقَ فِي الْقِبْلَةِ وَرَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى

ایک شخص اپنی قوم کو نماز پڑھا رہا تھا تو اس نے قبلہ کی طرف تھوک دیا اور رسول اللہ صلے

عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَنْظُرُ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِقَوْمِهٖ حِيْنَ فَرَغَ لَا يُصَلِّيْ لَكُمْ فَأَرَادَ بَعْدَ ذٰلِكَ أَنْ يُّصَلِّيَ لَهُمْ فَمَنَعُوْهُ فَأَخْبَرُوْهُ بِقَوْلِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَذَكَرَ ذٰلِكَ لِرَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَالَ نَعَمْ وَحَسِبْتُ أَنَّهٗ قَالَ إِنَّكَ قَدْ أَذَيْتَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم دیکھ رہے تھے جب وہ نماز سے فارغ ہوگیا تو حضور صلے اللہ علیہ وسلم نے اس کی قوم سے فرمایا کہ آئندہ یہ شخص تم لوگوں کو نماز نہ پڑھائے حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی ممانعت کے بعد اس نے نماز پڑھانی چاہی تو لوگوں نے روک دیا اور رسول اللہ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم سے اس کو آگاہ کیا شخص مذکورہ نے یہ بات حضور سے دریافت کی تو آپ نے فرمایا کہ ہاں میں نے منع کیا ہے راوی حدیث حضرت سائب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں میرے خیال میں حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا کہ تو نے اللہ و رسول کو اذیت دی اور ان کو ستایا۔ (مشکوٰۃ شریف ص۷۱)

اس حدیث شریف سے بھی واضح ہوا کہ تعظیم کے لیے معظم کا سامنے ہونا ضروری نہیں کہ امام کی نگاہ کے سامنے کعبہ شریف نہیں تھا پھر بھی اس کی تعظیم ضروری تھی اور یہ بھی معلوم ہوا کہ جو شخص کعبہ شریف کی تعظیم نہ کرے اور کسی طرح سے اس کی بے ادبی کرے تو اسے امام نہ بنایا جائے اور

پہلے سے امام مقرر ہو اسے معزول کر دیا جائے تو جو شخص کعبہ کے کعبہ اور ساری کائنات کے آقا جناب احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم سے انکار کرنے کے ساتھ ان کی توہین بھی کرے تو وہ بدرجہ اولیٰ امامت کے قابل نہیں کہ وہ اور زیادہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو ستاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يُؤْذُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ لَعَنَهُمُ اللّٰهُ فِى الدُّنْيَا وَالْاٰخِرَةِ وَاَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِيْنًا

بے شک جو لوگ اللہ و رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا و آخرت میں اللہ کی لعنت ہے اور ان کے لیے اللہ نے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

(پ ۲۲ ع ۴)

نسبتِ رسول کی تعظیم

رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے جن چیزوں کو نسبت و تعلق ہے ان کی بھی تعظیم کی جائے گی اس لیے کہ ان کی تعظیم حقیقت میں رسول کی تعظیم و تکریم ہے حضرت قاضی عیاض رحمۃ اللہ تعالیٰ تحریر فرماتے ہیں۔

مِنْ اِعْظَامِهٖ وَاِكْبَارِهٖ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اِعْظَامُ جَمِيْعِ اَسْبَابِهٖ وَاِكْرَامُ مَشَاهِدِهٖ

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم و توقیر میں سے یہ بھی ہے کہ وہ تمام چیزیں جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے نسبت رکھتی ہیں ان کی تعظیم کی جائے اور مکہ معظمہ و مدینہ

وَاَمْكِنَتِهٖ مِنْ مَكَّةَ وَالْمَدِيْنَةِ وَمَعَاهِدِهٖ وَمَا لَمَسَهٗ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَوْ عُرِفَ بِهٖ

طیبہ کے جن مقامات کو آپ نے مشرف فرمایا ان کا بھی ادب و احترام کیا جائے اور جن جگہوں میں آپ نے قیام فرمایا اور وہ ساری چیزیں کہ جن کو آپ کے دست مبارک نے چھوایا وہ آپ کے کسی عضو سے مس ہوئیں یا آپ کے نام سے پکاری جاتی ہوں ان سب کی تعظیم و تکریم کی جائے۔

اسی لیے صحابہ کرام تابعین عظام اور علمائے اسلام سرور کائنات صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم سے نسبت و تعلق رکھنے والی تمام چیزوں کی ہمیشہ تعظیم و تکریم کرتے رہے ثبوت کے لیے چند واقعات درج ذیل ہیں۔

(۱) حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ میں نے حضرت عبیدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلّم کے کچھ بال مبارک ہیں جو ہمیں حضرت انس یا ان کے گھر والوں سے ملے ہیں تو حضرت عبیدہ نے فرمایا۔

لَاَنْ تَكُوْنَ عِنْدِىْ شَعْرَةٌ مِّنْهُ اَحَبُّ اِلَىَّ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا۔

میرے پاس حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کا ایک بال ہونا میرے نزدیک دنیا و مافیہا سے زیادہ محبوب ہے (بخاری شریف جلد اول ص ۲۹)

(۲) حضرت صفیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ حضرت ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو مکہ شریف میں حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے مؤذن تھے ان کے سر کے سامنے کے حصہ میں بالوں کا ایک جوڑا تھا

جسے زمین پر بیٹھ کر جب وہ کھول دیتے تو بال زمین سے لگ جاتے کسی نے ان سے کہا ان بالوں کو آپ منڈوا کیوں نہیں دیتے تو انہوں نے فرمایا۔

لَمْ اَكُنْ بِالَّذِىْ اُحْلِقُهَا وَقَدْ مَسَّهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِيَدِهٖ ؕ

میں ان بالوں کو نہیں منڈوا سکتا اس لیے کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان کو اپنے دست مبارک سے چھوا ہے۔

(شفا شریف ج ۲ صہ ۴۴)

(۳) حضرت عاصم احول رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کا ایک پیالہ دیکھا جو عریض وعمدہ تھا اور نضار یعنی شمشاد کی لکڑی کا بنا ہوا تھا وہ ٹوٹ گیا تھا جسے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چاندی کے تار سے جوڑ رکھا تھا حضرت انس کا بیان ہے کہ میں نے اس پیالہ میں رسول خدا صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم کو بارہا پانی پلایا ہے حضرت ابن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ فرماتے ہیں کہ اس میں لوہے کا ایک حلقہ تھا حضرت انس نے چاہا کہ لوہے کا حلقہ نکال دیں اور اس کی جگہ پر سونے یا چاندی کا حلقہ لگا دیں تو حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

لَا تُغَيِّرَنَّ شَيْئًا صَنَعَهٗ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَتَرَكَهٗ

جس کو رسول خدا صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلّم نے بنایا ہے اس میں ہرگز کوئی تبدیلی مت کرو پس کہ انہوں نے ویسا ہی رہنے دیا

(بخاری شریف ج ۲ صہ ۸۴۲)

(فائدہ) یہ پیالہ اہل اسلام کے نزدیک اتنا قابل تعظیم تھا کہ حضرت

کہ حضرت ابن انس رضی اللہ عنہما کی میراث سے آٹھ لاکھ درہم میں خریدا گیا جس کی دورِ حاضرہ کے خرچ برار بوں روپے قیمت بنتی ہے۔

انتباہ

پیالہ مبارک کو مہنگے داموں خریدنے کا مقصد نہ تو عجائب گھر رکھنے کے لیے تھا اور نہ ہی آثار قدیمہ کے تحفظ کے لیے بلکہ مقصد صرف اور صرف اتنا تھا کہ ایسے تبرک برکت حاصل کرتا اور اس سے شفاء پائیں

قیام تعظیمی نہ کرنے کی سزا

محبوبان خدا کی تعظیم نہ کرنا بے ادبی اور گستاخی ہے اور اس کی سزا وہی جو گستاخانِ نبوت و ولایت کی ہے تفصیل دیکھئے فقیر کی تصنیف گستاخوں کا سرانجام اور بے ادب بے نصیب یہاں چند واقعات پر اکتفا کیا جاتا ہے

فرشتے کو سزا

حدیث شریف میں ہے کہ ایک دن جبریل امین حضور صلے اللہ علیہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا میں نے آسمانوں پر ایک فرشتہ دیکھا جو تخت نشین تھا اور ستر ہزار فرشتے صف بستہ اس کی خدمت میں حاضر تھے اس کے ہر سانس سے اللہ تعالیٰ ایک فرشتہ پیدا فرماتا ہے ابھی ابھی میں نے اسے شکستہ پروں کے ساتھ کوہِ قاف میں روتے ہوئے دیکھا ہے جب اس نے مجھے دیکھا تو کہا تم اللہ تعالیٰ کے حضور میری سفارش کرو میں نے پوچھا تیرا جرم کیا ہے؟ اس نے کہا معراج کی رات جب محمد صلے اللہ علیہ وسلم کی سواری گزری تو میں تخت پر بیٹھا رہا تعظیم کے لیے کھڑا نہیں ہوا اس لیے اللہ تعالےٰ نے مجھے اس جگہ اس عذاب میں مبتلا کر دیا ہے جبریل امین نے کہا میں نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رو رو کر اس کی سفارش کی اللہ تعالیٰ نے مجھ سے فرمایا تم اس سے کہو یہ محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجے چنانچہ اس فرشتہ نے آپ پر درود بھیجا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی اس لغزش کو معاف کر دیا اور اس

کے نئے پر بھی پیدا فرما دیئے (مکاشفۃ القلوب امام غزالی)

سوال

ملائکہ غیر مکلف ہیں انہیں سزا کیسی (جواب) سادات انبیاء علیہ السلام کا اعزاز و اکرام مکلف غیر مکلف پر فرض ہے اور کبھی غیر مکلف کو سزا دی جاتی ہے مثلاً ہم عالم ارواح میں غیر مکلف تھے لیکن حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جب حج کا اعلان فرمایا جس نے ان کی آواز کے اعزاز پر جتنا بار لبیک پکارا وہ اتنا بار حج کی سعادت سے نوازا گیا جواب نہ دیا وہ محروم رہا خواہ وہ دنیا میں آکر کتنا ہی سید و رشید ہوا ہاروت و ماروت کو سزا ملی اگر وہ روایت صحیح ہو جس میں انہیں دنیوی عذاب میں مبتلا کیا گیا ہے۔

جانور اور پرندے

حیوانات اور چرند و پرند غیر مکلف ہیں لیکن نبوت اور ولدیت کے ادب سے اور بے ادبی پر سزا جزا ہے گرگٹ تا حال کیوں لکھا رہا ہے محض بے ادبی اور گستاخی کی وجہ سے ہرنی ناقہ مشک کیوں ہے محض ادب کی وجہ سے بلکہ یہ قاعدہ جمادات وغیرہ تک چلتا ہے مثلاً جبل احد کیوں بازی لے گیا محض ادب کی برکت سے اور اس کے بالمقابل جبل عیر کیوں مغضوب ٹھہرا محض بے ادبی کی وجہ سے باد صبا کیوں بابرکت ہے محض ادب کی وجہ اور باد سموم (غزالی جانب والی) کیوں منحوس ہوئی محض بے ادبی گستاخی کی وجہ سے ان واقعات کے علاوہ بے شمار واقعات دلائل پڑھئے فقیر کی دو کتابیں با ادب بانصیب اور بے ادب بے نصیب)

ادب و تعظیم کی حد ہو گئی

ادب و تعظیم دراصل عشق و محبت کی وجہ سے ہوتا ہے یہ دولت جتنا زیادہ ہو گی اتنا ہی ادب نصیب ہو گا حضرت اسمعیل حقی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ تحریر فرماتے

ہیں کہ ایاز کا لڑکا اس کا نام محمد تھا وہ سلطان محمود غزنوی کی خدمت کے لیے رہا کرتا تھا ایک دن سلطان نے حکم دیا کہ ایاز کے لڑکے سے کہو کر طہارت خانہ میں پانی رکھے بادشاہ کو وضو کرانے کے بعد ایاز نے عرض کیا غلام زادہ سے کیا غلطی ہو گئی کہ آج حضور نے اس کا نام نہیں لیا سلطان نے فرمایا اس سے کوئی غلطی نہیں ہوئی وجہ یہ ہے کہ میں باوضو نہیں تھا اور اس کا نام میری زبان پر جاری ہو۔

ہزار بار بشویم دہن بمشک و گلاب
ہنوز نام تو بردن ادب نمی دانم

(تفسیر روح البیان ج ۷ ص ۱۸۵ تحت آیۃ صلوۃ وسلام)

مذکورہ بالا تمام واقعات سے یہ بات اچھی طرح واضح ہو گئی کہ صحابہ تابعین اور دیگر بزرگان دین وغیرہ ان تمام چیزوں کی ہمیشہ تعظیم کرتے رہے جن کو سرکار اقدس صلی اللہ علیہ وسلم سے تھوڑی بھی نسبت حاصل رہی اس لیے کہ تعظیم کے معنیٰ ہیں قول یا فعل سے کسی کی بڑائی ظاہر کرنا تو ہر چھوٹا جو واقعی اپنے کو چھوٹا سمجھتا ہے وہ اپنے بڑے کی تعظیم کرتا ہے اور ہر لحاظ سے اس کی بڑائی ظاہر کرتا ہے شاگرد اپنے استاد کی مرید اپنے پیر کی، اولاد اپنے باپ دادا کی اور نوکر اپنے مالک کی یہاں تک کہ چھوٹا بھائی اپنے بڑے بھائی کی تعظیم کرتا ہے۔

معمولات ائمہ کرام علماء عظام

ائمہ کرام و علمائے اسلام حدیث شریف کی بہت تعظیم کیا کرتے تھے (۱) حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام سرفہرست ہے حضرت محمد بن یوسف فربری علیہ الرحمہ والرضوان کہتے ہیں کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا۔

مَا وَضَعْتُ فِي كِتَابِ الصَّحِيحِ حَدِيثًا إِلَّا اغْتَسَلْتُ قَبْلَ ذٰلِكَ وَصَلَّيْتُ رَكْعَتَيْنِ

بخاری شریف میں ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے میں نے غسل کیا اور دو رکعت نماز پڑھی ۔

(مقدمہ فتح الباری ص)

فائدہ: معلوم ہوا کہ حضرت امام بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ جن کی عظمت و بزرگی اور جن کا علم ساری دنیا کو مسلّم ہے کہ ان کو چھ لاکھ حدیثیں زبانی یاد تھیں انہوں نے حدیث شریف کی اس طرح تعظیم کی ہر حدیث لکھنے سے پہلے غسل فرما کر دو رکعت نماز پڑھی اس لیے کہ حدیث شریف کی تعظیم حقیقت میں سرکار اقدس صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم ہے ۔

ازالۂ وہم عام طور پر جو کہا جاتا ہے کہ قرآن و حدیث میں قیام تعظیمی کا حکم کہاں ہے امام بخاری کے عمل سے مخالفین کا یہ اعتراض دفع ہو گیا اس لیے کہ اللہ و رسول جل جلالہٗ و صلے المولیٰ تعالےٰ علیہ وسلم نے کہیں حکم نہیں فرمایا ہے کہ حدیث شریف لکھنے سے پہلے غسل کر کے دو رکعت نماز پڑھا کرو مگر اس کے باوجود امام بخاری تعظیمِ رسول میں ایسا کیا کرتے تھے جس سے ثابت ہوا کہ ہر قسم کی تعظیم کے لیے الگ الگ خدا و رسول کا حکم ضروری نہیں بلکہ ہر وہ طریقہ کہ جس سے حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی بڑائی ظاہر ہو ان تمام طریقوں سے حضور صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم کی تعظیم جائز و مستحسن ہے۔

۲ - حضرت ابو مصعب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں ۔

كَانَ مَالِكُ بْنُ أَنَسٍ لَا يُحَدِّثُ بِحَدِيثِ رَسُولِ

حضرت مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور صلے اللہ تعالیٰ

اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ إِلَّا هُوَ عَلٰى وُضُوءٍ إِجْلَالًا لَهٗ

علیہ وسلم کی حدیث شریف تعظیم و تکریم کی خاطر بغیر وضو کے بیان نہیں فرماتے (شفا شریف ج ۲ ص ۳۵)

(۳) حضرت مطرف رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس جب لوگ کچھ پوچھنے کے لیے آتے تو خادمہ آپ کے دولت خانہ سے نکل کر دریافت کیا کرتی کہ حدیث شریف پوچھنے کے لیے آئے ہو یا فقہی مسئلہ؟ اگر وہ کہتے کہ مسئلہ دریافت کرنے کے لیے آئے ہیں تو امام موصوف فوراً باہر تشریف لے آتے۔

اور اگر وہ کہتے کہ حدیث شریف کے لیے آئے ہیں تو حضرت امام غسل فرما کر خوشبو لگاتے پھر لباس بدل کر نکلتے آپ کے لیے تخت بچھایا جاتا جس پر آپ وقار کے ساتھ بیٹھ کر حدیث شریف بیان فرماتے اور شروع مجلس سے آخر تک خوشبو سلگائی جاتی اور وہ تخت صرف حدیث شریف روایت کرنے کے لیے مخصوص کیا گیا تھا جب امام موصوف سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو آپ نے فرمایا ۔ میں چاہتا ہوں کہ اس طرح رسول

أُحِبُّ أَنْ أُعَظِّمَ حَدِيثَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف کی تعظیم کروں (شفا شریف ج ۲ ص ۳۶)

(۴) ابن مہدی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک روز حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ عقیق کی طرف جا رہا تھا میں نے راستہ میں ان سے ایک حدیث کے متعلق پوچھا تو انہوں نے مجھ کو جھڑک دیا اور فرمایا کہ مجھے تم سے امید نہیں تھی کہ راستہ چلتے ہوئے تم مجھ سے حدیث شریف کے بارے میں سوال کرو گے (شفا شریف ج ۲ ص ۳۶)

۵/ قاضی جریر بن عبدالحمید نے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کھڑے ہونے کی حالت میں ایک حدیث کی بابت پوچھا تو امام موصوف نے ان کے لیے قید کا حکم فرمایا جب حضرت امام سے اس کی وجہ پوچھی گئی تو انہوں نے فرمایا۔

اَلْقَاضِیْ اَحَقُّ مَنْ اُدِّبَ	قاضی تعظیم سکھلائے جانے کا زیادہ مستحق ہے (شفا شریف ج ۲ ص ۳۶)

۶/ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کھڑے ہوئے تھے کہ اسی حالت میں ہشام بن غازی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے ان سے ایک حدیث شریف پوچھی تو آپ نے ہشام کو بیس کوڑے مارے پھر ترس آیا تو بیس حدیثیں روایت کیں ہشام نے کہا۔

وَدِدْتُّ لَوْ زَادَنِیْ سِیَاطًا	اے کاش! وہ اور کوڑے مارتے
وَیَزِیْدُنِیْ حَدِیْثًا۔	اور زیادہ حدیثیں بیان فرماتے۔

(شفا شریف ج ۲ ص ۳۷)

(۷) حضرت عبداللہ بن مبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر تھا آپ حدیثیں بیان فرما رہے تھے کہ اسی اثناء میں ایک بچھو نے آپ کو سولہ مرتبہ ڈنگ مارا جس سے ان کا رنگ بدل کر پیلا ہو رہا تھا مگر انہوں نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیث شریف کو بیان کرنا بند نہ کیا جب آپ روایت حدیث سے فارغ ہو گئے اور لوگ چلے گئے تو میں نے عرض کیا آج آپ کے اندر میں نے ایک عجیب بات دیکھی ہے حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا

اِنَّمَا صَبَرْتُ اِجْلَالًا	میں نے رسولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ
لِحَدِیْثِ رَسُوْلِ اللّٰہِ	علیہ وسلم کی حدیث شریف کی

تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	تعظیم میں صبر کیا (شفا شریف ج ۲ ص ۳۶)

۸/ حضرت امام مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت سعید بن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا آپ اس وقت لیٹے ہوئے تھے اس نے آپ سے ایک حدیث کے متعلق دریافت کیا تو آپ اٹھ کر بیٹھ گئے اور حدیث شریف بیان کی اس شخص نے کہا میں چاہتا تھا کہ آپ اٹھنے کی تکلیف نہ فرماتے انہوں نے فرمایا۔

اِنِّیْ کَرِہْتُ اَنْ اُحَدِّثَكَ	میں پسند نہیں کرتا کہ میں لیٹے ہوئے
عَنْ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی	رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم
اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَسَلَّمَ	کی حدیث شریف بیان کروں
وَاَنَا مُضْطَجِعٌ	(شفا شریف ج ۲ ص ۳۵)

سید التابعین حضرت سعید بن المسیب اور حضرت امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہم جو اجلہ تبع تابعین میں ہیں ان حضرات نے بھی اپنے قول و فعل سے ثابت کر دیا کہ حدیث شریف کی تعظیم ہو یا اس کے علاوہ کوئی دوسرا کام کہ جس سے رحمتِ عالم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی عظمت و بزرگی ظاہر

ہو سب بلا شبہ جائز و مستحسن ہے اگرچہ قرآن و حدیث میں اس قسم کی تعظیم کا بالتصریح حکم نہ ہو اس لیے کہ خداوند قدوس کا ارشادِ عام وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ تعظیم کی تمام قسموں کو شامل ہے۔

خلاصہ یہ کہ جس دلیل سے امام بخاری سعید بن المسیب اور حضرت امام مالک وغیرہ کو حدیث کے احترام سے حضور کی تعظیم کرنا جائز ہوا اسی دلیل سے کھڑے ہو کر بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا جائز ہے۔

(سوال) صحابہ کرام نے قیامِ تعظیمی نہیں کیا کیوں کرتے ہیں کیا آپ صحابہ سے محبت

ہیں بڑھ کر ہیں جب انتہائی محبت کے باوجود صحابہ نے ایسا نہیں کیا تو دوسروں کو ایسی تعظیم کرنا کیسے جائز ہو سکتا ہے

(جواب) خداوند قدوس نے وَتُعَزِّرُوْهُ وَتُوَقِّرُوْهُ سے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم وتکریم کا حکم فرمایا ہے تو مسلمان کا جذبۂ دل جس طرح بھی رہبری کرے ہر طریقے سے حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی تعظیم جائز ہے صحابہ کرام کے نہ کرنے سے کوئی فعل ناجائز نہیں ہو جائے گا اس کے ناجائز ہونے کی دلیل ہرگز نہیں اسی لیے صحابہ نے جو کام نہیں کیے ایسے بے شمار کام مسلمان روزانہ کرتے رہتے ہیں۔

حضرت علامہ قسطلانی شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

اَلْفِعْلُ يَدُلُّ عَلَى الْجَوَازِ	کرنے سے جائز ہونا سمجھا جاتا
وَعَدَمُ الْفِعْلِ لَا يَدُلُّ	ہے اور نہ کرنے سے ممانعت نہیں
عَلَى الْمَنْعِ	سمجھی جاتی ہے

(مواہب لدنیہ بحوالہ اقامۃ القیام صہ ۴۹)

اور حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ۔ علیہ لکھتے ہیں

نکردن چیزے دیگر ست و منع	نہ کرنا دوسری چیز ہے اور منع
فرمودن چیزے دیگر ملخصًا	فرمانا دوسری چیز ہے (تحفہ اثنا عشریہ)

لہذا صحابہ کرام کے نہ کرنے سے قیام تعظیمی کو شرک و کفر یا حرام و ناجائز ٹھہرانا بے غلطی بعض صحابہ نے حدیثیں لکھیں مگر انہوں نے امام بخاری کی طرح ہر حدیث لکھنے سے پہلے نہ غسل کیا اور نہ دو رکعت نماز پڑھی اور اسی طرح صحابہ کرام چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے ہر حال میں حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حدیثیں ایک دوسرے سے بیان کرتے تھے یعنی حضرت امام امالک کی طرح ایک

دوسرے سے حدیث بیان کرنے کے لیے صحابہ غسل نہیں کرتے نہ کپڑے میں عطر لگاتے تھے اور نہ اس کے لئے خوشبو سلگاتے تھے تو کیا صحابہ کے اس طرح نہ کرنے سے حضرت امام بخاری اور حضرت امام امالک کا حدیث شریف کی تعظیم کرنا حرام و ناجائز ہو جائے گا اور یہ لوگ گنہگار قرار دیئے جائیں گے ؟ نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ بلا شبہہ جائز و مستحسن ہی رہے گا۔

تو اسی طرح صحابہ کا تعظیمی قیام نہ کرنے کے باوجود لوگوں کا کھڑے ہو کر حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرنا جائز ہی رہے گا شرک و کفر یا حرام و ناجائز نہیں ہو جائے گا۔

(سوال) حدیث شریف میں کسی کی تعظیم کے لیے کھڑے ہونے کو منع کیا گیا ہے جیسا کہ حضرت ابوامامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔

لَا تَقُوْمُوْا كَمَا تَقُوْمُ	تم لوگ نہ کھڑے ہو جیسے عجمی لوگ
الْأَعَاجِمُ يُعَظِّمُ بَعْضُهَا	ایکدوسرے کی کھڑے ہو کر
بَعْضًا (مشکوۃ شریف ۴۰۳)	تعظیم کرتے ہیں۔
مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يَّتَمَثَّلَ لَهٗ	جس کو پسند ہو کہ لوگ تعظیم کے لیے
الرِّجَالُ قِيَامًا فَلْيَتَبَوَّأْ	اس کے سامنے کھڑے رہیں وہ
مَقْعَدَهٗ مِنَ النَّارِ۔	وہ اپنی جگہ دوزخ میں ڈھونڈے
	(مشکوۃ شریف صہ ۴۰۳)

سوال نمبر ۳ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ۔

كَانُوْا اِذَا رَاَوْهُ لَمْ	صحابہ جب حضور صلے اللہ تعالیٰ
يَقُوْمُوْا لِمَا يَعْلَمُوْنَ	علیہ وسلم کو دیکھتے تو کھڑے
مِنْ كَرَاهِيَتِهٖ لِذٰلِكَ	نہیں ہوتے تھے اس لیے کہ وہ
جانتے تھے حضور کو یہ ناپسند ہے	(مشکوۃ شریف صہ ۴۰۳)

فائدہ | ان احادیث کریمہ سے معلوم ہوا کہ تعظیم کے لیے کھڑا ہونا جائز نہیں

(جواب) یہ ہے کہ ہر صورت میں کھڑے ہونے کو حدیث شریف میں نہیں منع کیا گیا ہے بلکہ صرف اس حالت میں منع کیا گیا ہے جب کوئی شخص چاہے کہ لوگ اس کے لیے قیام کریں یا وہ بیٹھا رہے اور پسند کرے کہ لوگ اس کے سامنے کھڑے رہیں اس لیے کہ حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آنے پر خود حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلّم نے ان کی قوم سے فرمایا قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں

قیام مکروہ بعینہٖ نیست. بلکہ مکروہ محبت قیام ست از کسیکہ قیام کردہ شدہ است برائے وے واگر وے محبت قیام نہ دارد قیام برائے وے مکروہ نبود قاضی عیاض مالکی گفتہ کہ قیام نہی عنہ در حق کسے ست کہ نشستہ باشد وایستادہ باشند پیش وے مردم تا نشستن وے

کھڑا ہونا مکروہ نہیں بلکہ کھڑا ہونے کو چاہنا مکروہ ہے اگر کوئی شخص کھڑا ہونے کو نہ چاہتا ہو تو اس کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں حضرت قاضی عیاض نے فرمایا کہ کھڑا ہونا اس شخص کیلئے منع ہے جو کہ خود تو بیٹھا ہو اور لوگ اس کے سامنے بیٹھے رہنے تک کھڑے رہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۰)

حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ والرضوان حدیث شریف قُوْمُوْا اِلٰی سَیِّدِکُمْ کے تحت تحریر فرماتے ہیں۔

فِیْہِ اِکْرَامُ اَھْلِ

اس حدیث شریف سے بزرگوں کی

الْفَضْلِ وَتَلَقِّیْھِمْ بِالْقِیَامِ لَھُمْ اِذَا اَقْبَلُوْا ھٰکَذَا احْتَجَّ بِہٖ جَمَاھِیْرُ الْعُلَمَاءِ لِاسْتِحْبَابِ الْقِیَامِ قَالَ الْقَاضِیْ وَلَیْسَ ھٰذَا مِنَ الْقِیَامِ الْمَنْھِیِّ عَنْہُ وَاِنَّمَا ذَالِکَ فِیْمَنْ یَقُوْمُوْنَ عَلَیْہِ وَھُوَ جَالِسٌ وَیَمْثُلُوْنَ قِیَامًا طُوْلَ جُلُوْسِہٖ قُلْتُ الْقِیَامُ لِلْقَادِمِ مِنْ اَھْلِ الْفَضْلِ مُسْتَحَبٌّ وَقَدْ جَاءَ فِیْہِ اَحَادِیْثُ وَلَمْ یَصِحَّ فِی النَّھْیِ عَنْہُ شَیْئٌ صَرِیْحٌ

تعظیم اور ان کے آنے پر کھڑے ہو کر ان سے ملنا ثابت ہے اور قیام تعظیمی کے مستحب ہونے پر جمہور علماء نے اس سے دلیل پکڑی ہے حضرت قاضی عیاض نے فرمایا یہ قیام منع قیاموں میں سے نہیں ہے منع اس شخص کے بارے میں ہے کہ جس کے پاس لوگ کھڑے ہوں اور وہ بیٹھا ہو اور لوگ اس کے بیٹھے رہنے تک کھڑے رہیں حضرت امام نووی فرماتے ہیں میں کہتا ہوں کہ بزرگوں کی آمد پر کھڑا ہونا مستحب ہے اور اس کے بارے میں حدیثیں ہیں لیکن ممانعت میں صراحتاً کوئی حدیث نہیں آئی (مسلم شریف مع نووی ج ۲ ص ۹۵)

حدیث شریف میں ہے حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ توبہ قبول ہونے کے بعد جب میں حضور صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔

فَقَامَ طَلْحَۃُ بْنُ عُبَیْدِ اللّٰہِ یُھَرْوِلُ حَتّٰی صَافَحَنِیْ وَھَنَّانِیْ

تو حضرت طلحہ بن عبید اللہ کھڑے ہو گئے اور دوڑ کر کے مجھ سے مصافحہ کیا اور مبارکباد دی۔

(بخاری شریف ج ۲ ص ۶۳۴)

اس حدیث کے تحت حضرت امام نووی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں

فِیہِ اِسْتِحْبَابُ مُصَافَحَۃِ الْقَادِمِ وَالْقِیَامُ لَہٗ اِکْرَامًا وَالْھَرْوَلَۃُ اِلٰی لِقَائِہٖ

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ آنے والے سے مصافحہ کرنا اس کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا اور دوڑ کر اس سے ملنا مستحب ہے۔

(مسلم شریف مع نووی ج ۲ ص ۲۶۳)

جواب نمبر۲: حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی روایت کردہ حدیث جو مخالفین پیش کرتے ہیں اس کے تحت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔

ازیں جا معلوم می شود کہ مکروہ ومنہی عنہ دوست داشتن برپا ایستادن مردم بخدمت بطریق تعظیم وتکبر وآنچہ بریں وجہ نبود مکروہ نباشد

اس حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ تعظیم وتکبر کے طریقے پر خدمت میں لوگوں کے کھڑے ہونے کو چاہنا مکروہ ومنع ہے اور جو اس طریقے پر نہ ہو مکروہ نہیں۔

(اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۹)

اسی لیے فقہائے کرام نے قیام تعظیمی کے جواز کی تصریح فرمائی۔ شیخ علاؤ الدین محمد بن علی حصکفی علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں

یَجُوْزُ بَلْ یُنْدَبُ الْقِیَامُ تَعْظِیْمًا لِلْقَادِمِ کَمَا یَجُوْزُ الْقِیَامُ وَلَوْ لِلْقَارِیْ بَیْنَ یَدَیِ

آنے والے کی تعظیم کو کھڑا ہونا جائز بلکہ مستحب ہے جیسا کہ قرآن پڑھنے والے کو عالم کے سامنے کھڑا ہو جانا

الْعَالِمِ

جائز ہے۔ (درمختار مع شامی ج ۵ ص ۲۴۶)

اور اسی کے تحت حضرت علامہ ابن عابدین رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں

قِیَامُ قَارِیِٔ الْقُرْاٰنِ لِمَنْ یَّجِیْئُ تَعْظِیْمًا لَا یُکْرَہُ اِذَا کَانَ مِمَّنْ یَّسْتَحِقُّ التَّعْظِیْمَ

قرآن پڑھنے والے کا آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہونا مکروہ نہیں جب کہ وہ تعظیم کے لائق ہو (ردالمحتار ج ۵ ص ۲۴۶)

اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی بخاری علیہ الرحمۃ والرضوان تحریر فرماتے ہیں۔

در مطالب المومنین از قنیہ نقل کردہ کہ مکروہ نیست قیام جالس از برائے کسے کہ در آمدہ است بوئے بجہت تعظیم

مطالب المؤمنین میں قنیہ سے نقل کیا کہ بیٹھے ہوئے آدمی کا کسی آنے والے کی تعظیم کے لیے کھڑا ہو جانا مکروہ نہیں (اشعۃ اللمعات ج ۴ ص ۲۸)

قرآن کی تعظیم

حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کے تعظیمی امور اکثر بدعات ہیں لیکن مستحسنہ ان کا قرون اولی میں کوئی ثبوت نہیں اس سے معلوم ہو کہ اسلامی قاعدہ پر اگر کسی مسئلہ میں قرون اولی کی مثال نہ بھی ملے تو بھی وہ فعل حرام بدعت نہیں ہوگا بلکہ مستحسن ہے (ملخصًا)

قرآن مجید کیلئے قیام تعظیمی

قرآن مجید کی تعظیم کا قیام مستحب ہے امام سیوطی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ وَیُسْتَحَبُّ لِلْفُضَلَاءِ مِنَ الْعُلَمَاءِ

ویستحب ان یقوم اقدم بہ علیہ لان القیامۃ مستحب للفضلاء من العلماء والاخیار فالمصحف اولیٰ وقد قرأت دلائل استجاب القیام الیٰ الجزاء الذی جمعتہ فیہ (اتقان ص۱۷۲ ج۲ ، ص۸۹)

اس کی علت امام سیوطی رحمۃ اللہ نے یوں بتائی کہ۔

کما فیہ من التعظیم وعدم التہاون بہ (اتقان ص۲۷ ج۲)

توافق یا اقتدائے سلف صالحین

امام سیوطی قدس سرہ کے رسالہ قیام تعظیمی کا حوالہ اتقان میں دیکھ کر فقیر نے سجدۂ شکر کیا کہ الحمد للہ فقیر کو اپنے اسلاف صالحین کی اقتدار نصیب ہوئی تا حال فقیر کو امام سیوطی قدس سرہٗ کے رسالہ مبارک کی زیارت کا شرف نصیب نہیں ہوا لیکن خوشی یوں ہوئی کہ اس حوالہ سے پہلے از خود فقیر نے رسالہ ھذا لکھا اس سے فقیر کو اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے پر یہ شعر نجات کی امید دلا رہا ہے

احب الصالحین ولست منہم

لعل اللہ یرزقنی صلاحًا

مجھے اللہ والوں سے پیار ہے اگرچہ میں ان میں سے نہیں لیکن امید ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھے بہتری بخشے گا ھذا

ھذا آخر، رقم قلم الفقیر القادری ابی الصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ

۲۲ ج ۱۴۰۹ھ بہاول پور پاکستان۔

فضلہ اللہ تعالیٰ علی حبیبہ الکریم علی آلہ واصحابہ اجمعین

فیض ملت حضرت علامہ محمد فیض احمد اویسی مدظلہ کی تصانیف

تفسیر فیوض الرحمٰن	تفسیر اویسی	تاریخ محبوب مدینہ
شہد سے میٹھا نام محمد	علم رسول	شرح حدائق بخشش
چہلم کا ثبوت	انگوٹھے چومنے کا ثبوت	دعا بعد جنازہ
خلاصۃ المیراث	پڑھا لکھا اُمّی	آمین آہستہ کہنا
شیعہ کا مُتعہ	آئینہ شیعہ نما	امیر معاویہ
ندائے یارسول اللہ	حق مذہب اہلسنت	امام حرم اور ہم
آئینہ دیوبند	بُڑھیا کا بیڑا	شرح جامی
ذکر اویس	ذکر سیرانی	خطبات اویسیہ

ناشر مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور